کامیاب استاذ کون؟

اس کتاب میں......

- تدریس کا مقصد کیا ہونا چاہیے؟
- پڑھانے کی اجرت لینا کیسا؟
- استاذ پڑھانے میں کیا کیا نیتیں کرے؟
- سبق کس طرح پڑھائے؟
- طلبہ کے سوالات کے جوابات کس طرح دے؟
- طلبا کو سزا کس طرح دے؟
- استاذ اور طلباء کے تعلقات کیسے ہوں اور طلباء کی تربیت کس طرح کرے؟
- انتظامیہ اور گھر والوں سے تعلقات کیسے ہونے چاہئیں؟

شعبہ اصلاحی کتب
المدینۃ العلمیۃ
دعوتِ اسلامی
مکتبۃ المدینہ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ط

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَارَسُوْلَ اللّٰہ   وَعَلٰی اٰلِکَ وَاَصْحَابِکَ یَاحَبِیْبَ اللّٰہ

تاریخ: ۲ ذوالحجہ ۱۴۲۶ھ   حوالہ: ۱۱۹

﴿ تصدیق نامہ ﴾

الحمدللّٰہ رب العٰلمین والصّلوٰۃ والسّلام علیٰ سید المرسلین وعلیٰ الہ واصحابہ اجمعین

تصدیق کی جاتی ہے کہ کتاب

کامیاب استاذ کون ؟

(مطبوعہ مکتبۃ المدینہ کراچی) پرمجلسِ تفتیشِ کتب ورسائل کی جانب سے نظرِثانی کی کوشش کی گئی ہے۔

مجلس نے اسے عقائد، کفریہ عبارات، اخلاقیات، فقہی مسائل اور عربی عبارات وغیرہ کے حوالے سے مقدور بھر ملاحظہ کرلیا ہے۔

البتہ کمپوزنگ یا کتابت کی غلطیوں کا ذِمّہ مجلس پر نہیں۔

مجلس

تفتیشِ کتب و رسائل

03 - 01 - 2006

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى سَيِّدِ الْمُرْسَلِيْنَ ط

اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ط بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ط

المدينة العلمية

از۔ بانیٔ دعوتِ اسلامی، عاشقِ اعلیٰ حضرت، شیخ طریقت، امیرِ اہلسنّت، حضرتِ علاّمہ
مولانا ابوبلال محمّد الیاس عطّار قادری رَضَوی دامت برکاتہم العالیہ

الحمدللّٰہ علیٰ اِحْسانِہٖ و بِفَضْلِ رسُولِہٖ صلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وسلم

تبلیغِ قرآن وسنّت کی عالمگیر غیر سیاسی تحریک دعوتِ اسلامی نیکی کی دعوت، اِحیائے سنّت اوراشاعتِ علمِ شریعت کو دُنیا بھر میں عام کرنے کا عزمِ مُصمّم رکھتی ہے۔ان تمام اُمور کو بحسنِ خوبی سرانجام دینے کے لئے متعدّد مجالس کا قیام عمل میں لایا گیا ہے جن میں سے ایک مجلس المدینۃ العلمیۃ بھی ہے جودعوتِ اسلامی کے عُلماء ومُفتیانِ کرام کَثَّرَھُمُ اللّٰہ تعالیٰ پر مشتمل ہے، جس نے خالص علمی، تحقیقی اوراشاعتی کام کا بیڑا اُٹھالیا ہے۔اس کے مُندرجہ ذیل پانچ شعبے ہیں:

(۱) شعبۂ کُتُبِ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللّٰہ تعالیٰ علیہ (۲) شعبۂ درسی کتب (۳) شعبۂ اِصلاحی کتب (٤) شعبۂ تراجم کتب (۵) شعبۂ تفتیشِ کتب

المدینۃ العلمیۃ کی اوّلین ترجیح سرکارِاعلیٰ حضرت اِمامِ اَہلسنّت، عظیم البَرَکت، عظیم المرتبت، پروانۂ شمعِ رِسالت، مُجدِّدِ دین و ملّت ، حامیٔ سنّت ، ماحیٔ بدعت، عالمِ شریعت، پیرِ طریقت، باعثِ خیر وبرکت، حضرتِ علاّمہ مولینا الحاج الحافِظ القاری الشّاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمٰن کی گراں مایہ تصانیف کوعصرِ حاضر کے تقاضوں کے مطابق حتَّی الْوُسعٰی سَہل اُسلُوب میں پیش کرنا ہے۔ تمام اسلامی بھائی اور اسلامی بہنیں اس علمی، تحقیقی اور اشاعت مَدَنی کام میں ہر ممکن تعاون فرمائیں اور مجلس کی طرف سے شائع ہونے والی کُتُب کا خود بھی مطالعہ فرمائیں اوردوسروں کو بھی اِس کی ترغیب دِلائیں۔

اللّٰہ عزّ وجل دعوتِ اسلامی کی تمام مجالس بشُمول المدینۃ العلمیہ کو دِن گیارہویں اور رات بارہویں ترقّی عطا فرمائے اور ہمارے ہر عملِ خیر کو زیورِ اخلاص سے آراستہ فرما کر دونوں جہاں کی بھلائی کا سبب بنائے۔ ہمیں زیرِ گنبدِ خضرا شہادت، جنّت البقیع میں مدفن اور جنّت الفردوس میں جگہ نصیب فرمائے۔ اٰمین بِجاہِ النَّبیِّ الْاَمین صلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وسلم

اللّٰہ تعالیٰ سے دُعا ہے کہ ہمیں اپنی اورساری دنیا کے لوگوں کی اصلاح کی کوشش کرنے کے لئے مدنی اِنعامات پر عمل اورمدنی قافلوں کا مسافر بنتے رہنے کی توفیق عطا فرمائے اوردعوتِ اسلامی کی تمام مجلس بشمول مجلس المدینۃ العلمیۃ کو دِن گیارہویں رات بارہویں ترقی عطا فرمائے۔ اٰمین بِجاہِ النَّبیِّ الْاَمین صلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وسلم

رَمضان المبارَک ١٤٢٥ھ

پیش لفظ

الحمدللہ عزوجل! جامعات کے حوالے سے لکھی گئی امتحان کی تیاری کیسے کریں؟ کے بعد دعوتِ اسلامی کی مجلس جامعات المدینہ کی طرف سے ایک اور مختصر تحریر بنام کامیاب اُستاذ کون؟ تعلیم میں مزید بہتری کے جذبہ کے تحت آپ کے سامنے پیش کی جارہی ہے۔ اس کتاب میں ان تمام امور کا بیان کرنے کی کوشش کی گئی ہے جن کا تعلق تدریس سے ہو سکتا ہے مثلاً سبق کی تیاری، سبق پڑھانے کا طریقہ، سننے کا طریقہ......علیٰ ھذا القیاس

اس کتاب کو مرتب کرنے کی سعادت مجلس المدینۃ العلمیۃ کے شعبۂ اصلاحی کتب کو حاصل ہوئی۔ یہ کتاب بنیادی طور پر شعبہ درسِ نظامی کو مدِ نظر رکھ کر لکھی گئی ہے۔ لیکن حفظ و ناظرہ کے اساتذہ بھی معمولی ترمیم کے ساتھ اس سے بخوبی فائدہ اٹھا سکتے ہیں نیز اسکول و کالجز میں پڑھانے والے اساتذہ کیلئے بھی اس کتاب کا مطالعہ فائدے سے خالی نہیں ہے۔ اس کتاب کو نہ صرف خود پڑھئے بلکہ دیگر اسلامی بھائیوں کو اس کے مطالعہ کی ترغیب دے کر اشاعتِ علمِ دین کے ثواب میں حصہ دار بنئے۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ ہمیں اپنی اور ساری دنیا کے لوگوں کی اِصلاح کی کوشش کرنے کیلئے مدنی اِنعامات پر عمل اور مدنی قافلوں کا مسافر بنتے رہنے کی توفیق عطا فرمائے اور دعوتِ اسلامی کی تمام مجالس بشمول مجلس المدینۃ العلمیۃ کو دِن گیارہویں رات بارہویں ترقی عطا فرمائے۔ آمین بجاہِ النبی الامین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ ط

اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ط بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ط

استاذ کی اہمیت

استاذ (یعنی معلّم) ہونا بہت بڑی سعادت ہے کہ ہمارے پیارے مدنی آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس منصب کی نسبت اپنی ذاتِ اقدس کی طرف کرکے اسے عزت وکرامت کا تاج عطا فرمایا ہے، چنانچہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا، **انما بعثت معلما** یعنی مجھے معلم بنا کر بھیجا گیا ہے۔ (سنن ابن ماجہ، کتاب السنۃ، باب فضل العلماء، رقم ۲۲۹، ج ۱ ص ۱۵۰)

باعمل مسلمانوں پر مشتمل معاشرے کی تشکیل میں استاذ کا کردار ایک باغبان کی مثل ہے۔ جس طرح کسی باغ کے پودوں کی افزائش وحفاظت باغبان کی توجہ اور کوشش کے بغیر نہیں ہوسکتی اسی طرح طلباء کی مدنی تربیت کیلئے استاذ کی توجہ وکوشش بے حد اہمیت کی حامل ہے۔ استاذ کا کام طلباء کے ظاہر وباطن کو خصائلِ رذیلہ سے پاک کرکے اوصافِ حمیدہ سے مزین کرنا اور انہیں معاشرے کا ایک ایسا باکردار مسلمان بنانا ہے جو عمر بھر کیلئے اپنی اور ساری دنیا کے لوگوں کی اصلاح کی کوشش میں مصروف ہوجائے۔

نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے چند فرامین مقدسہ ملاحظہ ہوں جن میں آپ نے اپنی زبانِ حق ترجمان سے استاذ کے رُتبے کو عظمت عطا فرمائی ہے:۔

۱...... جس نے کتاب اللہ میں سے ایک آیت سکھائی یا علم کا ایک باب سکھایا تو اللہ تعالیٰ اس کے ثواب کو قیامت تک کیلئے جاری فرمادیتا ہے۔ (کنز العمال، کتاب العلم، الباب الاول، رقم ۲۸۷۰۰، ج ۱۰ ص ۶۱)

۲...... تم میں سے بہترین شخص وہ ہے جو خود قرآن سیکھے اور دوسروں کو سکھائے۔ (صحیح البخاری، کتاب فضائل القرآن، رقم ۵۰۲۷، ج ۳ ص ۴۱۰)

۳...... بیشک اللہ عزوجل اور اس کے فرشتے لوگوں کو خیر کی تعلیم دینے والے پر رحمت بھیجتے ہیں حتی کہ چیونٹیاں اپنے بلوں میں اور مچھلیاں سمندر میں اس کیلئے دعا کرتی ہیں۔ (المعجم الکبیر، رقم ۷۹۱۲، ج ۸ ص ۲۳۴)

٤...... کیا میں تمہیں سب سے زیادہ جود وکرم والے کے بارے میں آگاہ نہ کردوں؟ اللہ تعالیٰ سب سے زیادہ کریم ہے اور میں اولادِ آدم میں سب سے بڑا سخی ہوں اور میرے بعد وہ شخص ہے جس کو علم عطا کیا گیا ہو اور اس نے اپنے علم کو پھیلایا قیامت کے دن اس کو ایک اُمت کے طور پر اٹھایا جائے گا اور وہ شخص جس نے اللہ تعالیٰ کی راہ میں اپنی جان کا نذرانہ پیش کیا ہو حتی کہ اسے قتل کردیا جائے۔ (مسند ابی یعلی، مسند انس بن مالک، رقم ۲۷۸۲، ج ۳ ص ۶۱)

۵......علم کو پھیلانے سے افضل ترین صدقہ کسی نے نہیں کیا۔ (المعجم الکبیر، رقم ۶۹۶۴، ج ۷، ص ۲۳۱)

۶......آدمی کا علم حاصل کرنا اس پر عمل کرنا اور دوسروں کو سکھانا بھی صدقہ ہے۔ (کنز العمال، کتاب العلم، الباب الاول، رقم ۲۸۸۱۰، ج ۱۰، ص ۶۸)

۷......حسد (یعنی رشک جائز) نہیں مگر دو آدمیوں سے، پہلا: وہ شخص جسے اللہ عزوجل نے مال عطا فرمایا ہے اور اسے حق کے معاملہ میں خرچ کرنے پر مقرر کردیا اور دوسرا: وہ شخص جسے اللہ تعالیٰ نے علم وحکمت عطا فرمائی اور وہ اس کے مطابق فیصلہ کرے اور اسے دوسروں کو سکھائے۔ (صحیح البخاری، کتاب العلم، باب الاغتباط فی العلم، رقم ۷۳، ج ۱، ص ۴۳)

تدریس کا مقصد کیا ہونا چاہئے؟

استاذ کو چاہئے کہ منصبِ تدریس کو دنیا کی دولت کمانے، عزت وشہرت حاصل کرنے یا اپنے ساتھیوں میں ممتاز نظر آنے کیلئے ذریعہ نہ بنائے بلکہ اللہ تعالیٰ کی رضا اپنے پیش نظر رکھے کیونکہ تدریس ہو یا کوئی اور نیکی، اگر رضائے الٰہی عزوجل مقصود نہ ہو تو یہ انسان کی آخرت کیلئے سراسر باعثِ نقصان ہے جیسا کہ حضرت سیّدنا ابو سعد بن ابی فضالہ انصاری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا، جب اللہ تعالیٰ اولین وآخرین کو قیامت کے اس دن میں جمع فرمائے گا جس میں کوئی شک نہیں ہے تو ایک مُنادی یہ ندا کرے گا، جس شخص نے اللہ عزوجل کیلئے کسی عمل میں دوسرے کو شریک کیا تھا تو وہ اس کا ثواب بھی غیر اللہ سے طلب کرے کیونکہ اللہ تعالیٰ شریک سے بے نیاز ہے۔ (ابن ماجہ، کتاب الزھد، رقم ۴۲۰۳، ج ۴، ص ۴۷۰)

پڑھانے کی اُجرت لینا کیسا؟

متاخرین فقہاء کے نزدیک پڑھانے کی اجرت اگرچہ جائز ہے مگر ممکن ہو تو استاذ کو چاہئے کہ حصولِ ثواب کیلئے بلا اجرت پڑھائے کیونکہ جو عمل بے غرض ہو اس کی جزا کچھ اور ہے۔ ہاں! اگر اہل وعیال کے اخراجات اس کے ذمے ہوں اور یہ اس نیت سے اجرت لے کہ اگر مجھ پر اپنے اہل کی کفالت کی ذمہ داری نہ ہوتی تو میں پڑھانے کی اجرت کبھی نہ لیتا اللہ عزوجل کی رحمت سے اُمید ہے کہ اسے دُگنا ثواب ملے گا جیسا کہ علامہ ابن عابدین شامی علیہ الرحمۃ رَدُّ الْمُحْتَار میں اجرت لینے والے مؤذن کو ثوابِ اذان ملنے یا نہ ملنے کی بحث میں لکھتے ہیں:

ہاں یہ کہا جاسکتا ہے کہ اگر وہ (یعنی مؤذن) رضائے الٰہی کا قصد کرے لیکن اوقات کی پابندی اور اس کام میں مصروفیت کی بنا پر اپنے عیال کیلئے قدرِ کفایت روزی نہ کماسکے۔ چنانچہ وہ اسلئے اجرت لے کہ روزی کمانے کی مصروفیت کہیں اسے اس سعادتِ عظمیٰ سے محروم نہ کروادے اور اگر اسے مذکورہ مجبوری نہ ہو تو وہ اجرت نہ لیتا تو ایسا شخص بھی مؤذن کیلئے ذکر کردہ ثواب کا مستحق ہوگا بلکہ وہ دو عبادتوں کا جامع ہوگا، ایک اذان دینا اور دوسری عیال کی کفالت کیلئے سعی کرنا اور اعمال کا ثواب نیتوں کے مطابق ہوتا ہے۔ (ردالمحتار، ج ۲ص ۶۰)

اس سلسلے میں بہتر طریقہ یہ ہے کہ اجارہ کام کی بجائے وقت پر کرے، اس کا فائدہ یہ ہوگا کہ اسے اجرت کے ساتھ ساتھ پڑھانے کا ثواب بھی ملتا رہے گا۔ امام اہلسنّت عظیم المرتبت، مجدِّدِ دین وملت الشاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمٰن اُجرت پر تلاوتِ قرآن بغرضِ ایصالِ ثواب کروانے کے بارے میں کیے گئے سوال کا جواب دیتے ہوئے اپنے شہرۂ آفاق فتاویٰ رضویہ میں فرماتے ہیں:

ہاں اگر (اجرت پر تلاوتِ قرآن بغرضِ ایصالِ ثواب کروانے والے) لوگ چاہیں کہ ایصالِ ثواب بھی ہو اور طریقۂ جائزہ شرعیہ بھی حاصل ہو تو اس کی صورت یہ ہے کہ پڑھنے والے کو گھنٹے دو گھنٹے کیلئے نوکر رکھ لیں اور تنخواہ اتنی دیر کی ہر شخص کی معین کردیں مثلاً پڑھوانے والا کہے: میں نے تجھے آج فلاں وقت سے فلاں وقت تک کیلئے اس قدر اُجرت پر نوکر رکھا جو کام چاہوں گا لوں گا۔ وہ کہے: میں نے قبول کیا۔ اب وہ اتنی دیر کے واسطے اس کا اجیر ہوگیا جو کام چاہے لے سکتا ہے۔ اس کے بعد اس سے کہے کہ فلاں میت کیلئے اتنا قرآن عظیم یا اس قدر کلمہ طیبہ یا دُرود شریف پڑھ دو۔ تو یہ صورت جواز کی ہے۔ الخ (فتاویٰ رضویہ، ص ۱۹۸، ج ۱۰ نصف اوّل)

پڑھانے میں کیا کیا نیّتیں کرے؟

پاکستان بھر کے جامعات المدینہ کے اساتذہ و ناظمین کے ساتھ ہونے والے ایک مدنی مذاکرہ میں شیخ طریقت، امیر اہلسنّت حضرت علامہ مولانا محمد الیاس عطار قادری مدظلہ العالی سے تدریس کی نیت کے بارے میں سوال کیا گیا تو آپ نے جواباً بہت سی نیتوں کی طرف توجہ دلائی جن میں سے چند یہ ہیں:۔

۱......رضائے الٰہی عزوجل کو پیش نظر رکھتے ہوئے اس نیت سے پڑھاؤں گا کہ مجھے اپنی اور ساری دُنیا کے لوگوں کی اِصلاح کی کوشش کرنی ہے۔ اِن شاءَ اللہ عزوجل

۲......ممکن ہوا تو پڑھانے کی اجرت نہیں لوں گا۔

۳......اگر اجرت لی بھی تو اپنے اہل وعیال کی کفالت اور سوال سے بچنے کی نیت سے لونگا کہ اگر میں مجبور نہ ہوتا تو کبھی اجرت نہ لیتا۔

٤......تعظیمِ علم کیلئے صاف ستھرے کپڑوں پہنوں گا۔

٥......سادگی کو برقرار رکھتے ہوئے سنت کی تعظیم کیلئے اہتمام سے عمامہ باندھوں گا۔

٦،٧......تعظیمِ علم اور سنت پر عمل کیلئے خوشبو کا استعمال کروں گا۔

٨......درجہ میں جانے سے پہلے وضو کرلیا کروں گا۔

٩......نگاہیں جھکا کر چلوں گا۔

١٠......راستے میں ملنے والے اسلامی بھائیوں کو سلام کروں گا۔

١١،١٢......موقع ملا تو نیکی کی دعوت پیش کروں گا (یعنی امر بالمعروف والنہی عن المنکر کروں گا۔)

١٣......درجہ میں داخل ہوتے وقت سلام کروں گا۔

١٤......بیٹھنے کیلئے جیسی نشست بنائی گئی ہوگی بیٹھ جاؤں گا، عالیشان نشست کیلئے مطالبہ نہیں کروں گا۔

١٥......طلباء کی کوئی بات ناگوار گزری تو صبر کروں گا۔

١٦......جان بوجھ کر اَمرد کو اپنے قریب نہیں بٹھاؤں گا۔

١٧......اگر وہ میرے قریب آکر بیٹھ گیا تو حکمتِ عملی سے اس کی جگہ تبدیل کردوں گا، بصورتِ دیگر اس کا چہرہ یا لباس وغیرہ دیکھ کر بات کرنے سے بچوں گا۔

۱۸......درجہ میں بیٹھنے کی وجہ سے نیک صحبت کے فضائل حاصل کروں گا۔

۱۹......صحبت کے حقوق پورے کرنے کی کوشش کروں گا۔

۲۰......دینی کتب کا ادب کروں گا۔

۲۱......درس کی جگہ کا بھی ادب کروں گا۔

۲۲......سبق شروع کرنے سے پہلے یہ پڑھوں گا:

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ

اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ط

۲۳......علماء کی زیارت کرکے عالم کی زیارت کے فضائل حاصل کروں گا۔

۲٤......طلباء کا سبق توجہ سے سنوں گا۔

۲۵......اگر طلباء کو کوئی بات سمجھ نہ آئی تو دوبارہ سمجھانے میں عار محسوس نہیں کروں گا۔

۲٦......فضول اور بے محل سوالات کرنے والے طلباء کو جھاڑنے کی بجائے نرمی سے سوال کرنے کے آداب سے آگاہ کروں گا۔

۲۷......کسی سوال کا جواب نہ آتا ہو تو غلط جواب دینے کی بجائے دوسرے دن سمجھانے کا وعدہ کروں گا۔

۲۸......کسی مضمون کو پڑھانے کا حق ادا نہ کرسکا تو انتظامیہ کے سامنے اعتراف کرنے میں شرم محسوس نہیں کروں گا اور مضمون کی تبدیلی کی درخواست کروں گا۔

۲۹......زیادتیِ علم پر شکر کروں گا اور تکبر سے بچوں گا۔

۳۰......اگر ناظم صاحب یا انتظامیہ کی کوئی بات ناگوار گزری تو خاموش رہ کر صبر کروں گا۔

۳۱......کسی استاذ صاحب کی کمزوریاں معلوم ہونے کی صورت میں ان کا چرچا نہیں کروں گا۔

۳۲......درجے یا مکتب میں بیٹھ کر کسی استاذ یا مجلس کے کسی فرد بلکہ کسی بھی مسلمان کی غیبت نہیں کروں گا۔

۳۳......کسی مسلمان کا کینہ اپنے دل میں نہیں پالوں گا۔

۳٤......جائز سفارش کرنے کا موقع ملا تو ضرور کروں گا۔

۳۵......جامعہ کے جدول پر عمل کروں گا۔

۳۶......اگر مجھے کسی کی شکایت کی وجہ سے ندامت اٹھانی پڑی تو میں اسے شرمندہ کرنے کیلئے موقع کی تلاش میں نہیں رہوں گا۔

۳۷......پورے دن (مثلاً زبان، آنکھ، پیٹ وغیرہ) کا قفلِ مدینہ لگاؤں گا (یعنی انہیں خلافِ شرع استعمال ہونے سے بچاؤں گا)

۳۸......بلا اجازت کسی کی کتاب یا کاپی یا قلم وغیرہ استعمال نہیں کروں گا۔

۳۹......اگر سبق سمجھنے میں ناکام رہا تو اپنے سے (بظاہر) کم تجربے والے استاذ سے پوچھنے میں شرم محسوس نہیں کروں گا۔

۴۰......اور اگر مجھ سے کسی دوسرے استاذ کے طالب علم یا خود اس استاذ صاحب نے سبق کے بارے میں دریافت کیا تو حتی المقدور احسن انداز میں سمجھانے کی کوشش کر کے مسلمانوں کی خیر خواہی کرنے کے فضائل پاؤں گا۔

۴۱......اُس استاذ کی تجہیل نہیں کروں گا۔

۴۲......طلباء کو سزا دینے میں شرعی اجازت سے تجاوز نہیں کروں گا۔

۴۳......کسی کی حق تلفی نہیں کروں گا۔

۴۴......اگر مجھ سے نادانستہ طور پر کسی کی حق تلفی ہوگئی تو معافی مانگنے میں دیر نہیں کروں گا۔

۴۵......غم زدہ اسلامی بھائی کی غم خواری کروں گا۔

۴۶......بیمار اسلامی بھائی کی عیادت کروں گا۔

۴۷......آپس میں ناراض ہوجانے والے اسلامی بھائیوں میں صلح کروانے کی کوشش کروں گا۔

۴۸......اگر کسی اسلامی بھائی کو مالی مدد کی ضرورت ہوئی تو ناظم صاحب کے مشورے یا ان کے ذریعے سے اس کی مالی مدد کر کے راہِ خدا عزوجل میں خرچ کرنے کا ثواب لوں گا۔

۴۹، ۵۰......اگر کبھی تنگ دستی نے آگھیرا تو بھی بلا ضرورتِ شرعی کسی سے سوال نہیں کروں گا بلکہ ایسی صورت میں قرض لے کر اپنی مشکل حل کروں گا اور قرض حسبِ وعدہ واپس بھی لوٹا دوں گا۔

۵۱......اپنا وقت فضول کاموں میں ضائع نہیں کروں گا بلکہ پڑھائی اور مدنی کاموں میں مشغول رہوں گا۔

۵۲......اپنے علم پر عمل کرنے کیلئے مدنی انعامات (ان کی وضاحت آخری صفحات میں دی گئی ہے) پر عمل کروں گا۔

۵۳......دعوتِ اسلامی کے راہِ خدا عزوجل میں سفر کرنے والے مدنی قافلوں میں سفر کیا کروں گا۔ ان شاءاللہ عزوجل

کامیاب استاذ کون؟

ہر صحبت خواہ اچھی ہو یا بُری اپنا ایک اثر رکھتی ہے اسی حقیقت کو سرورِ عالم، نورِ مجسم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس طرح ارشاد فرمایا کہ اچھے اور برے مصاحب کی مثال، مشک اٹھانے والے اور بھٹی جھونکنے والے کی طرح ہے، کستوری اٹھانے والا تمہیں تحفہ دے گا یا تم اس سے خریدو گے یا تمہیں اس سے عمدہ خوشبو آئے گی، جبکہ بھٹی جھونکنے والا یا تمہارے کپڑے جلائے گا یا تمہیں اس سے ناگوار بو آئے گی۔ (صحیح مسلم، ص ۱۱۱۶، رقم الحدیث ۲۶۲۸)

چونکہ طلباء طویل عرصے تک روزانہ استاذ کی صحبت میں بیٹھتے ہیں لہٰذا استاذ کی ذات میں پائے جانے والے اوصاف غیر محسوس طور پر اس کے طلباء میں منتقل ہو جاتے ہیں۔ چنانچہ دیکھا گیا ہے کہ

......اگر استاذ خوش اخلاق ہے تو اس کے طلباء بھی حسنِ اخلاق کے مظہر ہوں گے۔

......اگر استاذ مسلمانوں کی خیر خواہی کا جذبہ رکھتا ہے تو اس کے طلباء بھی مسلمانوں کی مدد کرنے میں خوشی محسوس کریں گے۔

......اگر استاذ نیکی کی دعوت کو عام کرنے کا جذبہ رکھتا ہے تو اس کے طلباء بھی نیکی کی دعوت کو پھیلاتے ہوئے نظر آئیں گے۔

......اگر استاذ عفو و درگزر کا پیکر ہے تو اس کے طلباء بھی غصے سے کوسوں دُور رہنے والے ہوں گے۔

......اگر استاذ مدنی انعامات پر عمل کرتا ہے تو اس کے طلباء میں بھی عمل کا جذبہ بڑھے گا اور وہ بھی مدنی انعامات کا کارڈ پر کرتے دکھائی دیں گے۔ (مدنی انعامات کی وضاحت آخری صفحات میں ملاحظہ فرمائیں)

......اگر استاذ حقیقی عاجزی اختیار کرنے والا ہے تو اس کے طلباء بھی عاجزی کے پیکر بن کر رہیں گے۔

......اگر استاذ خوش لباس ہے تو اس کے طلباء کے لباس بھی صاف ستھرے دکھائی دیں گے۔

......اگر استاذ معاملات (مثلاً قرض اور رعایت وغیرہ کے معاملات میں) صفائی پسند واقع ہوتا ہے تو اس کے طلباء بھی اس کی پیروی کرنے میں فخر محسوس کریں گے۔

......اگر استاذ مطالعہ کا شوق رکھتا ہے تو اس کے طلباء کے ہاتھوں میں بھی کتابیں دکھائی دیں گی۔

......اگر استاذ اپنے اسلاف کا ادب کرتا ہے تو اس کے طلباء بھی بزرگوں کا احترام کرنے والے ہوں گے۔

......اگر استاذ قناعت پسند ہے تو اس کے طلباء بھی لالچ سے دامن بچا کر رکھیں گے۔

......اگر استاذ کسی کا احسان لینے کا عادی نہیں تو اس کے طلباء بھی کسی سے احسان لینے پر تیار نہیں ہوں گے۔

......اگر استاذ نفاست پسند ہے تو اس کے طلباء کی چیزیں بھی کمرے میں بکھری ہوئی دکھائی نہیں دیں گے۔

......اگر استاذ پرہیزگار ہے تو اس کے طلباء بھی خوفِ خدا عزوجل رکھنے والے ہوں گے۔ علیٰ ھذا القیاس

لہٰذا مسندِ تدریس پر متمکن ہونے والا اگر خود کو دُنیاوی و اُخروی اعتبار سے کامیاب دیکھنا چاہتا ہے تو اسے چاہئے کہ اپنی ذات میں مذکورہ بالا اوصاف اُجاگر کرے۔

سبق کس طرح پڑھائیے؟

واقفانِ حال پر مخفی نہیں کہ کسی بھی سبق کو پڑھانے کیلیے اس کی پیشگی تیاری کرنا اَز حد ضروری ہے اور یہی ہمارے اسلاف کا طریقہ رہا ہے کیونکہ جب تک استاذ کو کسی سبق کے بارے میں معلومات مستحضر نہ ہو، وہ انہیں طلباء تک کامل طور پر نہیں پہنچا سکتا۔ چنانچہ اگر کوئی استاذ (بالخصوص نیا استاذ) سبق تیار کیے بغیر پڑھانے بیٹھ جائے تو غلطیوں کا امکان بہت بڑھ جاتا ہے۔عین ممکن ہے کہ موصوف جو کچھ بیان فرمائیں کتاب میں اس کے برعکس بیان کیا گیا ہو۔اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ وہ طلباء کو مطمئن نہیں کر پائے گا اور عدمِ اطمینان کا یہ سلسلہ طویل ہونے کی صورت میں انتظامیہ اس کی خدمات لینے سے معذرت بھی کر سکتی ہے۔

لہٰذا استاذ کو چاہئے کہ سبق کی تیاری، درسی بیان مرتب کرنے، درجہ میں سبق پڑھانے، طلباء کے سوالات کے جوابات دینے، طلباء کو ہوم ورک دینے، دوسرے دن ان سے سبق سننے کے سلسلے میں نیچے دی گئی گزارشات پر عمل کرے، مگر یاد رہے کہ ان تمام طریقوں کا تعلق اسباب سے ہے اور ہمیں اپنی نگاہ اسباب پر نہیں، خالقِ اسباب پر رکھنی چاہئے۔اس کا ایک فائدہ تو یہ ہوا کہ اگر آپ مذکورہ طریقوں پر کاملاً عمل نہ بھی کر پائے تب بھی آپ احساسِ کمتری میں مبتلا نہیں ہوں گے۔جبکہ اس کا دوسرا فائدہ یہ ہوگا کہ آپ کبھی اس قسم کے شکووں میں مبتلا نہیں ہوں گے کہ میں نے فلاں درجے (کلاس) کے طلباء کو اتنی محنت سے پڑھایا، مجھ میں کوئی کمی نہیں ہے لیکن ان کے دماغ میں تو لگتا ہے بھوسا بھرا ہوا ہے انہیں کوئی بات سمجھ ہی نہیں آتی اور اس کا تیسرا فائدہ یہ ہوگا کہ آپ ان پر کامل طور پر عمل کرنے اور اپنی کامیابی کی صورت میں خود پسندی کا شکار نہیں ہوں گے کہ میرا اندازِ تدریس بہت اچھا ہے، میں تو مٹی کو بھی ہاتھ لگاتا ہوں تو سونا بن جاتی ہے، فلاں درجے کو کئی اساتذہ نے پڑھایا لیکن اس درجہ کے طلباء ان سے مطمئن نہ ہو پائے اور جب میں نے ان طلباء کو پڑھایا تو وہ اَش اَش کر اٹھے......وغیرہ وغیرہ۔

پڑھانے کیلئے مطالعہ کس طرح کریں؟

اسباق کی بہترین تیاری کیلئے مدرس کو چاہئے کہ جب مطالعہ کرنے بیٹھے تو سب سے پہلے یہ جائزہ لے کہ کل مجھے کس مضمون کا کتنا سبق پڑھانا ہے؟ (اس سلسلے میں انتظامیہ کی طرف سے دیئے گئے نصاب کو تعلیمی ایام پر تقسیم کرلینا بے حد مفید ہے) پھر وقتِ مطالعہ کو تمام مضامین کے حجم کے اعتبار سے تقسیم کرلے مثلاً اس کے پاس مطالعہ کیلئے تین گھنٹے ہوں اور اسے چھ اسباق کی تیاری کرنی ہے تو جس سبق کے مطالعہ میں زیادہ وقت صَرف ہو اس کیلئے زیادہ وقت اور جس سبق کے مطالعہ میں تھوڑا وقت صَرف ہو اس کیلئے کم وقت مقرر کرلے، علیٰ ھذا القیاس۔ اس تقسیم کا فائدہ یہ ہوگا کہ کم سے کم وقت میں تمام مضامین کی تیاری ممکن ہو سکے گی۔

اس کے بعد مطالعہ کا آغاز کرتے ہوئے اوّلاً سبق کے متن کا مطالعہ کرے، پھر اگر عربی کتاب ہو تو اس کی عبارت کے اعراب، حل لغات اور مفہوم پر غور و تفکر کرے۔ اس سلسلے میں متن سے متعلقہ حواشی و شروحات کا ضرور مطالعہ کرے کہ اس سے سبق کا دُرست مفہوم سمجھنے میں مدد بھی ملے گی اور استاذ کی معلومات میں بھی اِضافہ ہوگا۔ کسی بھی سبق کے بارے میں اپنا مطالعہ کم از کم اس وقت تک جاری رکھے جب تک متن میں درج شدہ ایک ایک لفظ کے مفہوم اور فوائدِ قیود وغیرہ کے بارے میں اس کا فہم کامل نہ ہو جائے کیونکہ اگر سبق کے بارے میں کوئی اُلجھن باقی رہ گئی تو یہ درجہ میں ٹھیک سے نہیں پڑھا پائے گا۔ اگر حواشی و شروحات سے مدد لینے کے باوجود کوئی بات سمجھ میں نہ آسکے تو ربّ تعالیٰ سے اس کے حل کیلئے دعا کرے۔ اگر پھر بھی ناکام رہے تو سبق پڑھانے سے پہلے پہلے جامعہ میں پڑھنے والے دیگر اساتذہ سے پوچھنے میں شرم محسوس نہ کرے۔

درسی بیان (تقریر) کو کس طرح مرتب کرے؟

کسی کا اپنا مافی الضمیر اچھے انداز میں سمجھانے کی صلاحیت بلاشبہ بہت بڑی نعمت ہے۔ جس مضمون کے مطالعے کیلئے استاذ نے طویل وقت صَرف کیا ہو، اس مطالعے سے حاصل شدہ معلومات کو خوبصورت اسلوب اور دل نشین ترتیب کے ساتھ طلباء تک پہنچانا بے حد ضروری ہے۔ اگر کسی استاذ کا مطالعہ بہت وسیع ہو، وہ سبق سے متعلقہ تمام ابحاث کا فہم بھی رکھتا ہو لیکن اپنی معلومات طلباء تک منتقل کرنے کیلئے اس کے پاس مناسب جملے نہیں ہیں تو طلباء اس استاذ سے کامل طور پر استفادہ نہیں کر پائیں گے اور یوں اس کا کثرت سے مطالعہ کرنا طلباء کیلئے زیادہ نفع بخش ثابت نہ ہوگا۔ اس لئے استاذ کو چاہئے کہ اس نعمت کو طلب کرنے اور اس میں دوام کے حصول کیلئے بارگاہِ الٰہی عزوجل میں دعا کرتا رہے۔

استاذ کو چاہئے درجہ میں کئے جانے والے درسی بیان کی تیاری کیلئے اس سبق کے بارے میں اپنی تمام معلومات کو اپنے ذِہن میں یا صفحۂ قرطاس پر نکات کی صورت میں یکجا کرے پھر تقدیم وتاخیر کا خیال رکھتے ہوئے ان معلومات کو مرتب کرے۔ حلِ متن سے تعلق نہ رکھنے والی کسی بحث کو اپنے درسی بیان میں ہرگز شامل نہ کرے کیونکہ ہوسکتا ہے کہ طلباء اس میں دلچسپی بھی لیں اور ان پر استاذ کے کثرتِ مطالعہ کی دھاک بھی بیٹھ جائے لیکن وہ اصل سبق سے محروم رہ جائیں اور جب امتحان قریب آجائیں تو نصاب کی عدمِ تکمیل پر پریشان حال دکھائی دیں۔

درسی بیان مرتب کرنے کے بعد اس پر نظرِ ثانی ضرور کرے۔ اگر اس میں کچھ ایسے الفاظ شامل ہوگئے ہوں جو طلباء کیلئے مشکل ہوں تو ان کی جگہ آسان الفاظ کی ترکیب بنائے۔ اسی طرح اگر سبق کی ترتیب میں نقص محسوس ہو مثلاً جو نکتہ آخر میں ہے اسے پہلے کہنا زیادہ مناسب ہو تو ترتیب ضرور دُرست کرلے پھر اگر اس بیان کے نتیجے میں کوئی اعتراض پیدا ہوتا ہو یا سوال اٹھتا ہو تو اس کا جواب بھی ہاتھوں ہاتھ تیار کرلے تاکہ درجہ میں کسی طالب علم کے سوال کرنے پر سوچ وبچار میں صَرف ہونے والا وقت بچ سکے۔

درسی بیان (تقریر) کی مشق کس طرح کرے؟

نئے مدرسین کو بالخصوص چاہئے کہ وہ درسی بیان مرتب کرنے کے بعد اسے تنہائی میں اسطرح بیان کریں کہ گویا طلباء آپ کے سامنے بیٹھے ہیں اور آپ انہیں سبق پڑھا رہے ہیں یا اگر ہو سکے تو اپنا بیان ریکارڈ کر لے پھر اسے سنے اور اس بات پر غور کرے کہ آیا میرے اندازِ بیان سے طلباء کو سبق کے بارے میں شرح صدر حاصل ہو جائے گا یا نہیں؟ اگر جواب ہاں میں آئے تو مریض عُجب بننے کی بجائے اللہ تعالیٰ کا شکر کرے اور اگر مذکورہ سوال کا جواب نفی میں ہو تو درسی بیان میں جہاں جہاں تقدیم و تاخیر، تطویل واطناب اور عدمِ تکمیل کی خامیاں محسوس ہوں انہیں درست کرلے۔ اس سلسلے میں تجربہ کار مدرسین اور اپنے استاذ محترم کے اندازِ تدریس کا مشاہدہ کرنا اور ان سے گاہے بگاہے راہنمائی لیتے رہنا بہت مفید ثابت ہوتا ہے۔ بطورِ یادداشت درسی بیان کے اہم نکات کو لکھ لینا (خصوصاً نئے مدرسین کیلئے) بے حد مفید ہے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ کی ذات سے امید ہے کہ مذکورہ طریقے سے تیاری کرنے کی وجہ سے استاذ اور اس کے طلباء کی صلاحیتوں میں مثالی اِضافہ ہوگا۔

درجہ میں سبق کس طرح پڑھائے؟

سبق شروع کرنے سے پہلے خطبہ مسنونہ (اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ط) پڑھے۔ پھر نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر دُرودِ پاک پڑھے اگر طلباء کو بھی ساتھ شامل کرلے تو بہت خوب ہے مثلاً استاذ ان صیغوں کو پڑھتا جائے اور طلباء اسکے ساتھ ساتھ کہتے جائیں،

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْكَ یَارَسُوْلَ اللّٰه وَعَلٰی اٰلِكَ وَاَصْحَابِكَ یَاحَبِیْبَ اللّٰه

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْكَ نَبِیَّ اللّٰه وَعَلٰی اٰلِكَ وَاَصْحَابِكَ نُوْرَ اللّٰه